فخرِ ہندوستان

مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی

چودہویں صدی عیسوی کے مابعد زمانہ کو دورِ جدید اور اس میں فروغ پانے والے علوم وفنون کو جدید علوم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مغربی دنیا اسی عہد میں علم وفن سے آشنا ہونی شروع ہوئی اور آج اس کو ناز ہے کہ اس نے بے شمار ایسے سپوتوں کو جنم دیا ہے جنھوں نے چہار دانگ عالم میں علم وفن کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

پولینڈ کے زیر حکمرانی پرشیا کو ناز ہے کہ اس نے ۱۴۷۳ء میں کوپرنیکس جیسے شخص کو پیدا کیا، جس نے دنیا کو سورج کے گرد زمین کی گردش کا نظریہ دیا، جو آج تقریباً پوری دنیا کی مسلّمہ حقیقت ہے۔

اٹلی کو فخر ہے کہ اس کے شہر پیسا میں ۱۵۶۴ء کو گلیلیو نے جنم لیا، جس نے دوربین ایجاد کر کے اس کی مدد سے کوپرنیکس کے نظریہ کی مزعومہ صداقت کو لوگوں سے تسلیم کرایا، اور گرتے ہوئے جسم کی ہیئت پر موجودہ تحقیق کا سہرا بھی اسی کے سر ہے۔

جرمن کے لئے سرمایۂ افتخار ہے کہ اس کے اندر ۱۵۷۱ء کو کیپلر نے پیدا ہو کر ستاروں کی حرکت کا جدید نظریہ پیش کیا اور نظام شمسی سے متعلق اصول وقوانین متعین کیے۔

برطانیہ بھی کسی سے کم نہیں، اس نے بھی ۱۶۴۲ء کو آئزک نیوٹن جیسا سائنس داں پیدا کر کے کلاہ افتخار میں چار چاند لگا لیے، جس کے پیش کردہ نظریۂ حرکت اور نظریۂ کشش ثقل آج سائنسی دنیا کا ناقابل تردید کارنامہ سمجھا جاتا ہے۔ یونہی ۱۷۹۱ء میں مائیکل فریڈے نے بھی اسی دھرتی پر جنم لیا جو برقی

عہد کا پیش رو کہلاتا ہے۔

سوئیڈن اپنے لئے یہی کافی سمجھتا ہے کہ اس کی سر زمین پر ۱۷۰۷ء کو لینایوس پیدا ہوا، جسے سائنسی دنیا علم نباتات کا موجد کہتی ہے۔ پھر ۱۷۴۳ء کو انطون پیدا ہوا، جس نے باقاعدہ آکسیجن کی دریافت کی، اور جسے لوگ جدید علم کیمیا کا بانی بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح ۱۷۴۴ء میں علم حیوانیات کا ماہر جین انطون نے جنم لیا۔

کمبر لینڈ کے لئے نشان امتیاز ہے کہ ۱۷۶۶ء کو اس میں جون ڈارٹن جیسا ماہر علم و فن پیدا ہوا، جس نے جوہر کی تشخیص کی۔

اسکارٹ لینڈ مگن ہے کہ اس میں چارلس لائٹر نامی ماہر ارضیات پیدا ہوا جسے جدید دنیا اس فن کا بانی کہتی ہے۔

مغربی جرمنی کا سر افتخار سب سے بلند ہے کہ اس کے اندر ۱۸۷۹ء کو البرٹ آئن اسٹائن جیسا سائنس داں وجود میں آیا، جس نے نظریۂ اضافت وغیرہ پیش کر کے دنیا کو محو حیرت کر دیا۔

مگر مشرق کے ہندوستان میں ۱۸۵۶ء کو ایک ایسا بچہ پیدا ہوا، جس نے آنکھ تو کھولی خالص اسلامی گھرانے میں، اور تعلیم بھی پائی خالص دینی۔ اس نے اپنا مطمح زندگی بھی مذہبی علوم و فنون ہی کی خدمت کو بنایا۔ لیکن جب اس نے اپنا رخ بدلا اور جدید علوم و فنون کی طرف توجہ کی، وہ بھی اس لئے کہ اس کی چھٹی حس نے محسوس کیا کہ مغربی دنیا کے ماہرین اپنے ان جدید علوم و فنون کی آڑ میں غیر محسوس طور پر اسلامیات کی رگ کاٹنا چاہتے ہیں، تو پندرہویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی عیسوی تک کے ان الگ الگ فنون میں ماہرین: کوپر نیکس، گلیلیو، نیوٹن، آئن اسٹائن، البرٹ

ایف۔پورٹا کا نام لے لے کر خود انہیں فنون کی روشنی میں ان کا رد کیا اور ان کے خلاف اسلام نظریات کے تار و پود بکھیر دیئے۔

تاریخ کو حیرت ہے کہ اس نے عہد جدید کی اس چھ سو سالہ مدت میں علم و فن کی الگ الگ فلک آسا شخصیتیں تو دیکھی تھیں، مگر ایسا کبھی نہیں دیکھا تھا کہ خالص اسلامی ماحول میں جنم لے کر اسی ماحول میں تربیت پانے والا بچہ، جس نے بڑے ہو کر بھی محض دین ہی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا ہو، وہ بیک وقت جدیدیت کے بھی تمام شعبوں میں ایکسپرٹ ہو۔ اسلامیات کی جملہ شاخوں میں داد تحقیق دینے کے ساتھ ساتھ حیاتیات (Biology) حیوانیات (Zoology) نباتات (Botany) جغرافیہ (Geography) طبقات الارض (Geology) ہیئت (Astronomy) ارثماطیقی (Arithmetic) شماریات (Statistics) ریاضی (Mathematics) لوگارثم (Logariphm) اقلیدس (Geometry) مثلث مسطح (Plane Trigonometry) مثلث کروی (Spherecal Trigonometry) طبعیات (Physics) کیمیا (Chemistry) صوتیات (Sound waves) اشعیات (Radiology) مناظر و مرایا (Optics) توقیت (Timings) موسمیات (Meterology) موجودات (Natural Science) وغیرہ پر بھی ایسی مکمل دسترس رکھتا ہو کہ ان میں سے ایک ایک فن پر زندگی تج دینے والے افراد اس کے علم کے آگے بونے نظر آئیں۔

وہ بچہ کون تھا؟ اتر پردیش کے شہر بریلی میں مولانا نقی علی ولد مولانا رضا علی ولد حافظ کاظم علی

صاحب کے گھر میں پیدا ہونے والا احمد رضا، جسے دنیا اپنے ادراک کے مطابق فقیہ بے نظیر، مجدد اعظم اور امام علم و فن کی حیثیت سے جاننے ماننے پر مجبور ہوتی چلی جارہی ہے۔

میں یہ باتیں محض عقیدت کی بناپر نہیں کہہ رہاہوں۔ میری ان باتوں پر ان کی تقریباً ایک ہزار مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف شاہد عدل ہیں۔ مطبوعہ تصانیف میں فتاویٰ رضویہ جلداول، جلد چہارم، فوز مبین اور کشف العلۃ کو اس سلسلے میں خصوصی امتیاز حاصل ہے۔

ضرورت ہے کہ ان کے مندرجات سے نئے انداز میں دنیا کو روشناس کرائیں، تاکہ ایک طرف امام احمد رضا کی شناخت کی راہ ہموار ہو، تو دوسری طرف اسلام کی حقانیت بھی سر چڑھ کر بولے۔